32

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی خاطر ملک کو فتنہ و فساد سے بچائے رکھے

(فرمودہ 5 نومبر 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''آج بھی میں گزشتہ دو جمعوں کے خطبات کے تسلسل میں بعض باتیں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ پچھلے جمعہ کے خطبہ میں مَیں نے جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ انہیں اپنی دعائیں جاری رکھنا چاہییں کیونکہ ہمارا ملک ایک نہایت ہی نازک دور میں سے گزر رہا ہے۔ کچھ خبریں تو اخبارات میں چھپ جاتی ہیں اور کچھ خبریں اخبارات میں نہیں چھپتیں بلکہ منہ درمنہ پھیلتی ہیں اور یہ ساری کی ساری خبریں ہمیں بتاتی ہیں کہ ہمارا ملک ابھی فتنہ اور فساد کے خطرہ سے باہر نہیں۔ ایک طرف حکومت کے سربرآوردہ لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح ایسے نظام کو قائم رکھ سکیں جو ملک کی بہبودی اور اس کی ترقی کا موجب ہو تو دوسری طرف یہ پروپیگنڈا ہے کہ جس نظام کو انہوں نے توڑا ہے وہ صحیح تھا یا غلط۔ بہرحال وہ ایک جمہوری نظام کہلاتا تھا اور جس نظام کو انہوں نے اب قائم کیا ہے وہ صحیح ہو یا غلط

بہرحال ایک آمرانہ نظام ہے۔ چاہے عملی طور پر جمہوری نظام کہلانے والا آمرانہ ہو اور آمرانہ نظام کہلانے والا جمہوری ہو، لیکن بعض اوقات لوگ صرف ظاہری شکل کو دیکھتے ہیں باطنی شکل کی طرف نظر نہیں کرتے۔ چنانچہ بعض لوگ یہ دلیل دینا شروع کر دیتے ہیں کہ ظاہری شکل چاہے کتنی اچھی ہو لیکن جب اس کے پس پردہ آمریت نظر آ رہی ہو تو یہ بات بڑھتے بڑھتے ملک سے جمہوریت کا خاتمہ کر دے گی۔ غرض فلسفیانہ اور منطقیانہ رنگ میں بیسیوں حجتیں پیش کی جاسکتی ہیں اور اِس وقت عملی طور پر پیش کی جا رہی ہیں اور مخالف لوگ موجودہ نظامِ حکومت پر نکتہ چینیاں کر رہے ہیں اور ایسے ارادے ظاہر کرتے ہیں کہ وہ اس نظامِ حکومت کا مقابلہ کریں گے ظاہراً تو وہ یہی کہتے ہیں کہ وہ آئینی طور پر اس نظام کو بدلنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ممکن ہے کہ وہ طاقت کے ذریعہ سے موجودہ نظامِ حکومت کو بدلنے کا طریق اختیار کریں اور اس طرح فساد پیدا ہو۔ پس ملک کے حالات ایسے نہیں کہ ہم ان پر تسلی پا جائیں۔ اور پھر وہ ایسے بھی نہیں کہ ہم انہیں محض دنیوی چیز سمجھ کر نظرانداز کر دیں۔ اس لیے کہ وہ ہم پر براہِ راست اثر انداز ہوتے ہیں اور آئندہ اثر انداز ہوں گے۔ جو جماعت اکثریت میں ہوتی ہے وہ اپنی اکثریت کی وجہ سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ ان حالات کا ان کی ذاتوں پر اثر پڑتا ہے کیونکہ اکثریت کی وجہ سے ان کے اندر نظام بدلنے کی طاقت ہوتی ہے۔ پس ان کا جسم بھی محفوظ رہتا ہے اور دین بھی محفوظ رہتا ہے۔ لیکن جب کوئی جماعت تھوڑی تعداد میں ہو اور اس کے افراد کی تعداد انگلیوں پر گنی جاسکتی ہو، ان کے حقوق پر اگر پابندیاں لگا دی جائیں اور ان کی آزادی کو سلب کر لیا جائے تو یہ بات ان کے لیے جسمانی ہی نہیں بلکہ دینی بھی ہوتی ہے کیونکہ انہیں نہ دینی حالات کے بدلنے کی توفیق ہوتی ہے اور نہ جسمانی حالات کے بدلنے کی طاقت ہوتی ہے۔ پس موجودہ حالات ہماری جماعت کے لیے ایسے نہیں کہ وہ نظرانداز کیے جاسکیں۔ اس لیے ہمیں ہر وقت دعائیں کرتے رہنا چاہیے۔

بہرحال اب تک جو کچھ ہوا ہے اس کی بہت سی شکلیں بظاہر نیک معلوم ہوتی ہیں لیکن ایک چیز ایسی ہوا کرتی ہے جو خداتعالیٰ کے خاص مقبول بندوں کے ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ اس کے متعلق یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ خداتعالیٰ کا منشا بھی یہی ہے اور ایک چیز ایسی ہوتی ہے

جو اگرچہ ہوتی تو ایسے لوگوں سے ہے جو نیک اور دین سے محبت رکھنے والے ہوتے ہیں لیکن ان کے کام کو خداتعالیٰ کا کام نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے ممکن ہے کہ گاڑی چلتے چلتے کسی جگہ اپنا راستہ بدل لے۔ جو گاڑی خداتعالیٰ کے ہاتھ میں ہوتی ہے وہ تو چاہے تیز چلے یا آہستہ، بہرحال سیدھی چلتی چلی جائے گی۔ لیکن جو گاڑی خداتعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں ہوتی گو اسے چلاتے نیک اور دین سے محبت رکھنے والے لوگ ہی ہیں لیکن چونکہ وہ پورے طور پر خداتعالیٰ کے ہاتھ میں نہیں ہوتی اس لیے ہر وقت یہ خطرہ ہوتا ہے کہ شیطان انہیں دھوکا نہ دے دے یا طاقت پا کر وہ اپنے ارادوں کو تبدیل نہ کر دیں۔ چونکہ ان کے ہاتھ پر خداتعالیٰ کا ہاتھ نہیں ہوتا اس لیے وہ ذمہ دار نہیں ہوتا کہ وہ اس کام کو اسی صورت میں ختم کرے جس صورت میں ان لوگوں کو ارادہ ہوتا ہے۔ پس ایسی حالت میں دعاؤں کی اہمیت اَور بھی بڑھ جاتی ہے کیونکہ گو وہ ایک نیک تحریک ہوتی ہے لیکن وہ خداتعالیٰ کے خاص مقبول لوگوں کے ذریعہ جاری نہیں ہوتی۔ اس لیے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں شیطان اس میں دخل اندازی نہ کرے۔ اس لیے دوستوں کو چاہیے کہ وہ دعائیں کریں کہ اگر یہ نظام نیک ہو تو خداتعالیٰ اسے چلاتا چلا جائے اور اس کا کانٹا اس طرح نہ بدلنے دے کہ ملک تباہ ہو جائے۔ اور یہ کہ اس نظام کو چلانے والوں کے ارادہ کو جنہیں اس نے خود مقرر نہیں کیا اپنا لے اور یہ سمجھ لے کہ گویا وہ اس کا اپنا ہی کام ہے۔ اگر خداتعالیٰ اسے اپنا ہی کام سمجھ لے تو یقیناً اس نظام کا انجام اچھا ہوگا اور اس سے ملک میں امن اور اطمینان پیدا ہوگا۔

پس میں جماعت کے دوستوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں۔ انہیں ملک کے کچھ حالات معلوم ہیں اور کچھ حالات معلوم نہیں ہیں۔ لیکن ہمیں وہ معلوم ہیں۔ کیونکہ کئی باتیں جب دوسرے لوگوں کے سامنے سے گزرتی ہیں تو گو وہ احمدی نہیں ہوتے مگر چونکہ وہ ہم پر حُسنِ ظنی رکھتے ہیں اس لیے وہ ہم سے مشورہ کر لیتے ہیں۔ اس سے ہمیں کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جاتا ہے کہ پس پردہ کیا ہو رہا ہے۔ دوسرے لوگ بعض اوقات احمدیوں پر شبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے مرکز کو حکومت کے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں۔ مثلاً جب ظفراللہ خاں حکومت میں تھے تو ان کے متعلق ہمیشہ یہ کہا جاتا تھا کہ وہ ہمیں

حکومت کے رازوں سے آگاہ کرتے ہیں حالانکہ واقع یہ ہے کہ گزشتہ عرصہ میں جتنی خبریں ہمیں غیراحمدیوں کی طرف سے ملی ہیں ان کا سواں حصہ بھی کبھی ظفراللہ خاں کی طرف سے نہیں پہنچا۔ اگر ایک مومن مخلص کی ترقی کا سوال نہ ہوتا تو شاید ہم اس بارہ میں یہ دعا کرنے سے بھی نہ ہچکچاتے کہ خدا تعالیٰ انہیں اس عہدہ سے ہٹا کر کسی اَور کام پر لگا دے کیونکہ اس کی وجہ سے حکومت میں ہماری جماعت کی کوئی آواز نہیں رہی تھی۔ گورنمنٹ انگریزی کے زمانہ میں جب بھی کوئی ضروری امر پیش ہوتا تو حکومت کے افسران ہم سے ملتے اور ہماری رائے معلوم کرنے کی کوشش کرتے۔ لیکن جس دن سے محمد ظفراللہ خان صاحب حکومت میں آ گئے انہوں نے ہمیں ملنا ترک کر دیا کہ آپ کا نمائندہ ظفراللہ خان ہمارے پاس موجود ہے۔ اور محمد ظفراللہ خاں صاحب سمجھتے تھے کہ میں تو جماعت کا نمائندہ نہیں میں تو حکومت کا مقرر کردہ ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت تک ہماری آواز پہنچنی بالکل بند ہوگئی۔ قائداعظم مرحوم سے بھی ایک دفعہ بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ آپ کو کیا فکر ہے آپ کا نمائندہ ظفراللہ خاں ہمارے پاس موجود ہے حالانکہ ظفراللہ خاں ان کے نمائندے تھے ہمارے نہیں تھے۔ پس ظفراللہ خاں کی وجہ سے نہیں بلکہ مرکز میں پھیلنے والی افواہوں اور ایسے دوسرے لوگوں سے جو ہم پر حُسنِ ظنی رکھتے ہیں ہمیں بعض امور کا پتا لگ جاتا ہے اور وہ حسبِ موقع ہم سے مشورہ بھی کرتے رہتے ہیں۔

جب کشمیر کی تحریک ہوئی اُس وقت بھی ہمیں ایسے ہی لوگوں سے کئی خبریں ملیں جن سے ہمیں بہت فائدہ ہوا۔ ایک دفعہ ایک ایسا واقعہ ہونے لگا تھا جس سے تحریکِ کشمیر بالکل تباہ ہو جاتی۔ اُس وقت ایک ہندو لیڈر دیوان چمن لال تھے جو دیوان رام لال کے بھائی تھے۔ کانگرس میں انہیں کافی پوزیشن حاصل تھی۔ جب راجہ نے دیکھا کہ اب اسے کوئی رستہ نہیں ملتا تو اُس نے کانگرس کو خریدنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اُس نے دیوان چمن لال سے کہا کہ میں آپ کو یورپ میں پروپیگنڈا کے لیے مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اس تحریک کے ماتحت اپنی ایک واقف عورت کو جو انگلستان کی مشہور جرنلسٹ اور اخباری نمائندوں میں اچھی پوزیشن رکھنے والی تھی مقرر کیا اور اُسے تار دیا کہ میں تمہیں پچاس پونڈ ماہوار دوں گا اور تمہارے باقی سب اخراجات بھی ادا کر دوں گا تم اخباروں میں ریاست کے حق میں پروپیگنڈا کرو۔ وہ

عورت بہت اثر رکھنے والی تھی۔ چنانچہ اس نے پریس کے نمائندوں اور اپنے دوستوں پر قبضہ کرنا شروع کیا۔ بعض کی اس نے تنخواہیں مقرر کر دیں اور اس طرح کشمیر کے راجہ کے حق میں پروپیگنڈا کا انتظام کیا۔ وہ اس قسم کا انتظام کر ہی رہی تھی کہ کسی مسلمان نے جس کے ہاتھ سے وہ تار گزری تھی تار ٹائپ کر کے مجھے بھیج دی اور لکھا کہ یہ تار دیوان چمن لال کی طرف سے فلاں عورت کو گئی ہے مگر اس نے اپنا نام نہ لکھا۔ ہم سمجھ گئے کہ تار کی نقل بھیجنے والا تار کے محکمہ میں کام کرتا ہے اور یہ تار اس کے ہاتھ سے گزری ہے۔ میں نے اُس وقت وہ نقل ولایت میں اپنے نمائندوں کو بھجوائی اور اسے ہدایت کی کہ وہ اس بارہ میں فوراً کارروائی کرے۔ چنانچہ تار ملتے ہی ہمارے نمائندہ نے اُس عورت کو بلایا اور کہا مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے۔ جب وہ عورت آئی تو ہمارے نمائندہ نے اُسے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے دیوان چمن لال نے تمہیں یہاں ریاست کے پروپیگنڈا کے لیے مقرر کیا ہے اور تمہارے نام یہ تار آیا ہے۔میں یہ تار اَخبارات میں چھپوانے لگا ہوں اور یہ لکھنے لگا ہوں کہ تم فلاں شخص کے لیے اُجرت پر کام کر رہی ہو اور اخبارات میں جو فلاں فلاں مضمون شائع ہوا ہے۔ وہ بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ انگلستان میں یہ سخت عیب سمجھا جاتا ہے کہ کوئی اخباری نمائندہ کسی سے پیسے لے کر کام کرے۔ جب اُس نے یہ بات سنی تو وہ سخت گھبرائی اور معذرت کرتے ہوئے کہنے لگی کہ میں نے تو پہلے ہی انکار کر دیا تھا مگر خیر اَب میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ اس سلسلہ میں کچھ نہیں لکھوں گی۔ چنانچہ اُس نے اِس کام کے کرنے سے انکار کر دیا۔ اس طرح یہ پروپیگنڈا ختم ہوا۔

پھر ایک غیر احمدی دوست نے مجھے لکھا۔ مجھے یاد نہیں کہ اس نے مجھے اپنا نام بھی لکھا تھا یا نہیں کہ ایک شخص جو" سر" کا خطاب رکھتا ہے اور ایک ریاست کا وزیر اور راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا ممبر ہے راجہ نے اسے اس بات کے لیے مقرر کیا کہ وہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے ممبروں میں ریاست کے لیے پروپیگنڈا کرے۔ میں نے چودھری محمد ظفراللہ خان صاحب کو لکھا کہ آپ وہاں یہ چیز پیش کریں کہ فلاں راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کا ممبر ،مہاراجہ کشمیر کے حق میں پروپیگنڈا کر رہا ہے۔ کیا گورنمنٹ نے یہاں لوگوں کو اس لیے بلایا ہے کہ وہ دوسری جماعتوں

کے خلاف نفرت کے جذبات پیدا کریں؟ انہوں نے وزیرِ ہند سے بات کی۔ چنانچہ سرسیموئیل ہور جو بعد میں لارڈ ٹیمپل وڈ ہو گئے تھے انہوں نے اس ممبر کو بلا کر کہا کہ یہ نہایت بُری بات ہے۔ تم یا تو وعدہ کرو کہ یہ کام نہیں کرو گے ورنہ میں وائسرائے ہند کو لکھوں گا کہ وہ تمہاری ممبری منسوخ کر دیں۔ چنانچہ اس نے وعدہ کیا کہ وہ کشمیر کے بارہ میں پروپیگنڈا نہیں کرے گا اور اس طرح مہاراجہ کشمیر کی سکیم فیل ہو گئی۔

اِسی طرح اَور بیسیوں خبریں تھیں جو غیراحمدیوں نے بتائیں۔ اب بھی ایسا ہوتا ہے کہ غیراحمدی مسلمانوں کی طرف سے مختلف اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ چاہے غیراحمدی علماء کے نزدیک وہ غدار ہوں، بددیانت ہوں۔ بہرحال انہیں ہم پر اعتبار ہوتا ہے اور وہ ہمیں بعض امور سے وقت پر آگاہ کر دیتے ہیں اور اکثر باتیں تو دفتروں سے نکل کر بازاروں میں جاتی ہیں اور وہاں سے ہم بھی اسی طرح سنتے ہیں جس طرح اَور لوگ سنتے ہیں۔ ہاں ہم عقل سے غلط اور صحیح میں امتیاز کرتے ہیں۔ لوگ ایسا نہیں کرتے۔ پس افواہاً جو اطلاعات ہمیں ملی ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں فتنہ اور فساد پیدا کرنے کے امکانات موجود ہیں اور خدانخواستہ اِس وقت جب کہ ہماری کانسٹی ٹیوشن بھی نہیں بنی کوئی فتنہ فساد پیدا ہو گیا تو اس کا ازالہ سخت مشکل ہو جائے گا۔ قانون بننے کی صورت میں عدالت اس کا علاج کر سکتی ہے۔ لیکن موجودہ وقت میں اس کا کوئی علاج نہیں۔ ہر فریق یہ شور مچائے گا کہ آئین موجود نہیں۔ لیکن جب آئین ہو تو چاہے عدالت کو اس میں دخل دینے کا حق ہو یا نہ ہو جج کہہ دیتے ہیں کہ ہم اس بارہ میں اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔ بلکہ یہاں تک ہوتا ہے کہ بعض قانون دان کہہ دیتے ہیں کہ یہ بات درست نہیں اور اس کا اثر پڑ جاتا ہے۔ انگلستان میں آج سے بیس بائیس سال پہلے ایک خطرناک سٹرائیک ہوئی تھی۔ چند دن بعد وہاں کے ایک بہت بڑے قانون دان نے جو بعد میں وزارت میں بھی شامل کر لیا گیا تھا لکھا کہ یہ ہڑتال قانونی طور پر ایک بغاوت ہے اس لیے حکومت اس کو دبا سکتی ہے۔ شام کو اس کا یہ مضمون شائع ہوا اور دوسری صبح سٹرائیک ختم ہو گئی۔ کیونکہ ہڑتالیوں نے سمجھ لیا کہ اب ہمارے معاملے میں حکومت دخل دے گی۔ پس حالات اس قسم کے ہیں کہ اگر آئین بننے سے پہلے کوئی پارٹی فتنہ اور فساد پر آمادہ ہو گئی

تو اُسے دبانا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اور اگر اس کے خلاف فیصلہ کیا گیا تو وہ کہیں گے کہ ملک میں ایسا کوئی قانون موجود نہیں۔ اس لیے جماعت کے دوست دعائیں جاری رکھیں۔ اس میں کیا شبہ ہے کہ ہر چیز خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اگر ہمارا ارادہ نیک ہو اور ہم دعائیں کریں تو چاہے ہم کتنے ہی کمزور ہوں خداتعالیٰ ہمیں مایوس نہیں کرے گا۔ اگر خداتعالیٰ ہماری دعائیں نہیں سنتا تو پھر ہمارا یہ دعویٰ بالکل باطل ہے کہ خداتعالیٰ سب طاقتیں رکھتا ہے بلکہ احمدیت کا سارا وجود محض تمسخر اور کھیل بن جاتا ہے۔ لیکن اگر تم سچے ہو تو تمہارے لیے ایک راستہ کھلا ہے اور وہ رستہ دعاؤں کا ہے۔ بے شک جن ہاتھوں سے کام ہو رہا ہے وہ انسانی ہاتھ ہیں لیکن اگر ہم دعائیں کریں گے تو خداتعالیٰ ہماری خاطر اور اسلام کی خاطر اُن کے کام کو اپنی ذمہ داری میں لے لے گا اور برسرِ اقتدار لوگوں کی خود راہنمائی فرما کر ملک کو فتنہ اور فساد سے بچا لے گا''۔

(الفضل 14 نومبر 1954ء)